11 فروری 2014ء کو منعقد ہونے والی تاریخی کانفرنس میں حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت شمولیت اور نہایت اہم خطاب

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بسم اللہ الرحمان الرحیم (اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے)

تمام معزز مہمانانِ کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی اور رحمتیں ہوں۔

سب سے پہلے تو اس موقع پر میں تمام معزز مہمانوں کا اس تقریب میں شامل ہونے پر شکریہ ادا کرنا چاہوں گا۔ بالخصوص اُن مہمان مقررین کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے نہایت قلیل وقت میں اپنے عقائد اور نظریات بیان کئے۔ میں سمجھ سکتا ہوں کہ اتنے کم وقت میں اپنے عقائد کو بیان کرنا ناممکن ہے اس لئے ہمارے معزز مہمان شاید وہ سب کچھ بیان نہ کر پائے ہوں جو وہ کرنا چاہتے تھے۔ بہرحال مختلف پس منظر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا آج شام ایک جگہ اکٹھے ہونا ثابت کرتا ہے کہ ہم سب جو مختلف مذاہب کے پیروکار ہیں مشترکہ مقصد اور آرزو کے باعث ایک دوسرے سے بندھے ہوئے ہیں۔ اور یہ مشترکہ مقصد یہی ہے کہ زمین و آسمان کے خالق کی مخلوق جس میں انسان کو اشرف المخلوقات سمجھا گیا ہے کی زندگیوں میں بہتری پیدا کرنے کیلئے کام کیا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ سال جماعت احمدیہ یوکے کی صد سالہ جوبلی منانے کیلئے مختلف تقریبات کا انعقاد ہوتا رہا ہے لیکن آج کی تقریب تمام تقریبات میں سب سے بہتر ہے۔ اس دور میں لوگوں کو خدا تعالیٰ کی اہمیت کے متعلق بات کرنے کیلئے ایک مشترک پلیٹ فارم مہیا کرنے کیلئے یہ تقریب ایک بہترین ذریعہ ہے۔ پس جنہوں نے اس تقریب کا انتظام کیا ہے وہ بھی ہمارے شکریہ کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ میں بالخصوص ذاتی طور پر اس لئے بھی مشکور ہوں کیونکہ آج شام کی اس تقریب کے ذریعہ مجھے بہت سے نئے لوگوں کا تعارف حاصل ہوا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تشکر کے یہ جذبات میری توجہ اس خدا کی طرف لے جاتے ہیں جس نے میرے مذہب کی تعلیمات کے مطابق انسان کو ہر موقع پر اپنے ساتھی کا شکریہ ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اگر کوئی آپ کے ساتھ رحمدلی کا سلوک کرے تو ضروری ہے کہ آپ تشکر کا اظہار کریں کیونکہ خدا تعالیٰ کی شکرگزاری کا ایک لازمی تقاضا انسان کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ پس اسلام خدا تعالیٰ کا یہ تصور پیش کرتا ہے۔ یقیناً وہ شخص جو اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل پیرا ہے اور خدا تعالیٰ پر حقیقی ایمان رکھتا ہے اگر وہ مخلص ہو کر صرف اسی تعلیم پر عمل کرے تو اسے علم ہوگا کہ اس کا شکریہ ادا کرنا معاشرہ میں پیار اور محبت پھیلانے کا ذریعہ ہے بالکل اسی طرح جیسے ایک شگفتہ پھول ہر آن اپنے گردو نواح میں خوبصورتی اور خوشبو بکھیرتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اگر ہم میں سے ہر یک اس طریق پر عمل کرے تو عین ممکن ہے کہ دنیا میں مختلف ادوار اور واقعات پر طرح طرح سے پیدا ہونے والی جلی کٹی نفرتیں اور اختلافات یکسر ختم ہو جائیں اور محبت اور امن ہمیشہ کیلئے ان نفرتوں کی جگہ لے لے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بعض لوگ شاید گمان کریں کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ صرف خیالی باتیں ہی ہیں اور عملی طور پر اس کا حصول ناممکن ہے۔ لیکن جب ہم مذہب کی طویل تاریخ دیکھتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کس قدر محبت اور شفقت سے بھرپور معاشرہ دیکھنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ ہم انہی مقاصد کو حاصل کرنے والے بنیں اور اخلاق کی بلندیوں کو چھولیں۔ انہی باتوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ دنیا میں ہر جگہ مسلسل اپنے راستباز انبیاء اور خلفاء بھیجتا رہا ہے۔ یہ انبیاء بنی نوع انسان کی اصلاح اور تمام لوگوں کے بیچ محبت، پیار اور بھائی چارہ پیدا کرنے کیلئے بھیجے گئے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے خلفاء اسی غرض سے بھیجے کہ لوگ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

خدا تعالیٰ کے انبیاء اور برگزیدہ لوگوں نے اپنے گرد ایسے لوگوں کی جماعتیں اکٹھی کیں جنہوں نے اللہ کی تعلیم کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی کوشش کی جبکہ وہ لوگ جنہوں نے ان انبیاء کو قبول نہ کیا ان کا افسوسناک انجام ہوا۔ جب بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر مبعوث فرمائے تو ہر ایک نے انہیں قبول نہ کیا بلکہ بعض لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے مذہب کی مخالفت کی اور اس سے انحراف کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ نبوت کا مدعی صرف لوگوں کے دلوں میں خوف ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے جبکہ اصل میں کسی ایسے خدا پر ایمان لانے کی کوئی ضرورت نہیں جو تمام طاقتوں کا مالک ہے۔ لیکن ایسے تمام لوگ جنہوں نے خدا تعالیٰ کا انکار کیا اور انبیاء کی مخالفت کی ہمیشہ کیلئے تباہ و برباد کر دیے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

قرآن کریم نے ایسے لوگوں کے واقعات بیان کئے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے دور ہونے کی وجہ سے بے شمار مصائب و آلام میں گرفتار ہو گئے اور بالآخر تباہ و برباد ہو گئے۔ لیکن اس کے مقابلہ پر وہ لوگ جنہوں نے خدا کے ساتھ قریبی تعلق پیدا کیا وہ ہمیشہ کامیاب و کامران رہے۔ ایسے واقعات کا بیان صرف قرآن کریم میں نہیں بلکہ دیگر مذاہب کے صحیفوں میں بھی موجود ہے۔ ان واقعات کو پڑھ کر یا سن کر ہم یہ سوچنے اور سوال کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ کیا یہ واقعات محض قصے اور کہانیاں ہی ہیں یا ان واقعات کی بنیاد واقعی حقیقت پر قائم ہے؟ کیا واقعی وہ نتائج سامنے آئے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ لوگوں نے خبردار کیا تھا؟ کیا وہ نشان پورے ہوئے جن کا اللہ تعالیٰ کے انبیاء نے اعلان کیا تھا؟ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کو واقعی انعامات اور اپنی رحمتوں سے نوازا؟ کیا انبیاء کی تعلیمات کے نتیجہ میں وہ لوگ جو خدا پر ایمان لائے ایک ایسے راستہ پر گامزن ہوئے جو دوسروں کے لئے محبت اور شفقت سے مرصع تھا؟

میں اتنے مختصر وقت میں ہر ایک پہلو کو گہرائی میں جا کر تو بیان نہیں کر سکتا لیکن اس حقیقت کی گواہی دیتا ہوں کہ مذاہب کی تاریخ نے ان تمام سوالات کے جوابات حتمی طور پر 'ہاں' میں دیے ہیں۔ وہ مقدس کتاب جس پر میں ایمان رکھتا ہوں واضح طور پر ہمیں بتاتی ہے کہ یہ تمام واقعات سچے ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو ایک مقصد سونپ کر مبعوث فرماتا ہے کہ وہ بنی نوع انسان کا خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک قریبی تعلق قائم کر کے انہیں ممکنہ اعلیٰ روحانی معیاروں پر فائز کر دیں۔ تعلق باللہ کے ذریعہ انسان نہ صرف حقوق اللہ کی ادائیگی کرتا ہے بلکہ اعلیٰ اخلاقی اقدار کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق بھی ادا کرتا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں انسان کو اشرف المخلوقات کہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس یہ دونوں بنیادی تعلیمات ایسی ہیں کہ جس معاشرہ میں بھی ان کا قیام ہوگا اور جو لوگ ان پر عمل کریں گے وہ نہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں گے بلکہ پیار، محبت اور بھائی چارہ کو فروغ دینے والے بھی ہوں گے۔ بطور مسلمان میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا کی اصلاح اور بنی نوع انسان میں ان عظیم اقدار کے قیام کیلئے مبعوث فرمایا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی اصلاح کی خاطر اس مقدس پیغام کی تبلیغ کیلئے دن رات ایک کر دیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوششیں صرف تبلیغ تک محدود نہ تھیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات اپنے خدا کے حضور سجدہ ریز ہو کر اس قدر گریہ وزاری کے ساتھ دعا کرتے کہ سجدہ گاہ آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ کیا وجہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر اخلاص کے ساتھ دعا مانگتے؟ اس کے پیچھے دولت اور طاقت کے حصول کی کوئی ذاتی غرض نہ تھی۔ یہ دعائیں کسی حکومت کے انتظام و انصرام پر قابض ہونے کیلئے نہ تھیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے کی جانے والی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر دعا میں یہی گریہ وزاری ہوتی کہ کیا وجہ ہے کہ لوگوں کی روحانی و اخلاقی اصلاح نہیں ہو رہی؟ لوگ گناہوں اور برائیوں کو کیوں ترک نہیں کر رہے؟ اور ان برائیوں اور گناہوں کی وجہ سے لوگ کیوں اپنے آپ کو تباہی کے گڑھے میں دھکیل رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا اس قدر گہرا غم اور صدمہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اضطراب اور بے چینی اتنی بڑھ چکی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم میں براہِ راست مخاطب ہوتے ہوئے پوچھا 'کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کے غم سے کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو سنتے نہیں اور اس کی طرف توجہ نہیں کرتے اپنی جان کو ہلاک کر لیں گے؟'

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مگر اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو دل سے نکلی ہوئی اور خلوص سے بھری ہوئی دعاؤں کو سنتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کو بھی سنا۔ تاریخ گواہ ہے کہ جاہل، گنوار، شرابی، زانی، قمار باز، چور اور ہر قسم کی برائی میں مبتلا لوگ ان تمام برائیوں سے چھٹکارا حاصل کرنے والے بن گئے اور اعلیٰ اخلاقی اقدار نے ان برائیوں کی جگہ لے لی۔ وہ تمام لوگ بدل گئے۔ انہوں نے خدا تعالیٰ کے ساتھ کبھی نہ ٹوٹنے والا تعلق قائم کر لیا۔ کوئی بھی دنیاوی طاقت اس قسم کا روحانی انقلاب پیدا نہیں کر سکتی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دنیاوی اعتبار سے دیکھا جائے تو ابتدائی مسلمان نہایت کمزور تھے اور جو تھوڑی بہت طاقت حاصل کی بھی تو بہت بعد میں۔ ابتدائی دور میں مسلمان انتہائی غریب، نادار اور بے سروسامان تھے لیکن اس کے باوجود اپنے پُر جوش اور خالص ایمان اور خدا تعالیٰ کے ساتھ قریبی تعلق کی وجہ سے اُس کی راہ میں زندگیاں قربان کرنے کیلئے ہمیشہ تیار تھے۔ انہوں نے قربانی کے اعلیٰ معیار قائم کئے اور ان کو خدمتِ انسانیت کا شوق اس قدر تھا کہ دوسروں کی مدد کے

لئے اپنے گھروں میں موجود تمام تر ساز و سامان ان کو دینے کے لئے تیار رہتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اگر ہم ان کی ایمان لانے سے قبل اور ایمان لانے کے بعد کی زندگیوں کا موازنہ کریں تو بلاشبہ ان کے دلوں میں ایک عظیم الشان انقلاب رونما ہوا جو خدا کو سمجھنے اور اس کا ادراک حاصل کرنے کی وجہ سے تھا۔ وہ لوگ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے واضح نشانات دیکھنے لگے۔ یہ روحانی انقلاب محض ایک اتفاق نہ تھا یا یہ کسی دنیاوی مقصد کے حصول کی خاطر نہ تھا بلکہ انہوں نے از خود مشاہدہ کیا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں دوسروں کیلئے محبت کے فقید المثال جذبات موجود ہیں۔ حتیٰ کہ اسلام کے شدید ترین اور سفاک ترین مخالف بھی اس سچائی پر ایمان لانے کیلئے تیار ہو گئے۔ وہ اس صداقت پر گواہ ٹھہرے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ظلم، نفرت اور سفاکانہ حملوں کا جواب صرف اور صرف عفو، رحم اور شفقت سے دیا۔ وہ اس صداقت پر گواہ ٹھہرے کہ جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے اُن مخالفین پر جنہوں نے اسلام کو نیست و نابود کرنے کیلئے کوئی کسر نہ چھوڑی تھی فتح حاصل کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی متانت اور درگزر کرتے ہوئے ان سے فرمایا کہ میری تم لوگوں سے کوئی ذاتی دشمنی نہ ہے۔ میں تمہارے اس ظلم و ستم کا بدلہ نہیں چاہتا جو ماضی میں تم ہم پر کرتے رہے۔ اگر اس بات کی یقین دہانی کراؤ کہ امن و سکون کے ساتھ اپنی زندگیاں گزارو گے تو تمہیں مکہ میں رہنے کی کھلی آزادی ہے اور عقائد اور مذہبی اختلاف کی وجہ سے تم سے ظلم اور ناانصافی نہیں کی جائے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جب اسلام کے اَن گنت مخالفین نے اس عدیم المثال سخاوت کو دیکھا تو ان کے پاس سرِ تسلیم خم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ صرف ایک مثال دیتا ہوں۔ عکرمہ نامی اسلام کا ایک مخالف جس نے مسلمانوں پر بے انتہا ظلم ڈھائے تھے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو دیکھ کر بے اختیار کہنے لگے کہ صرف وُہی شخص اس قدر شفقت کا اظہار کر سکتا ہے جو فی الحقیقت خدا کی طرف سے ہو اور جس کا پیار بنی نوع انسان کیلئے عدیم المثال ہو۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسوہ کو دیکھ کر دشمنانِ اسلام نے بار بار اور کھلے عام اظہار کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی شریعت بلاشک وشبہ سچی ہے اور قرآن کریم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو 'رحمۃ للعالمین' کا خطاب دیا ہے وہ بالکل برحق ہے۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کے ذرے ذرے سے انسانیت کیلئے محبت اور رحم چھلکتا ہے۔ انہوں نے کھلے عام اس بات کا اظہار کیا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل رحم کے اعلیٰ معیاروں کی تمثیل ہے اور خدا تعالیٰ کے کلام کی سچائی کا ثبوت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

رحم کی ان تعلیمات کے حوالہ سے ایک سوال یا اعتراض یہ بھی پیدا ہو سکتا ہے بلکہ بعض غیر مسلموں کی طرف سے اکثر یہ اعتراض اُٹھایا بھی جاتا ہے کہ اگر اسلام دوسروں سے ہمدردی اور پیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے اور اگر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فی الحقیقت 'رحمۃ للعالمین' تھے تو پھر مذہبی جنگیں کیوں لڑی گئیں؟ اس کا جواب جاننے کیلئے ضروری ہے کہ اسلام کی ابتدائی تاریخ سے واقفیت ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس حوالہ سے دو اہم باتیں ذہن میں رکھیں۔ اول یہ کہ تاریخ اس حقیقت پر گواہ ہے جسے انصاف پسند مستشرقین بھی مانتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کے بعد ابتدائی سالوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مکہ میں لامذہب اور بت پرستوں کی جانب سے انتہائی سفاکانہ اور بہیمانہ مظالم کا سامنا کرنا پڑا۔ بلکہ رسولِ کریم صلی اللہ کے صحابہ بشمول مرد، عورتوں اور بچوں نے اپنی زندگیاں گنوادیں۔ بعض ایسی مثالیں ملتی ہیں جہاں مسلمان عورتوں کی ایک ٹانگ کو ایک اونٹ اور دوسری ٹانگ کو دوسرے اونٹ کے ساتھ باندھ کر ان اونٹوں کو مخالف سمتوں میں بھگایا گیا جس کی وجہ سے ان کے جسموں کو ٹکرے کرکے دو علیحدہ علیحدہ حصوں میں کاٹ کر رکھ دیا۔ فی الحقیقت ان مظالم کی تو ایک لمبی فہرست ہے لیکن میں ان سب کا یہاں ذکر نہیں کر پاؤں گا۔ مگر مسلمانوں نے اس قدر بہیمانہ ظلم و بربریت سے گزرنے کے باوجود نہ تو کھلے عام اور نہ ہی پوشیدہ طور پر کسی قسم کا بدلہ لینے کی کوشش کی۔ بلکہ سالوں اس ناختم ہونے والے اور اذیت ناک مظالم سہنے کے بعد رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر صحابہ کرام مکہ سے ہجرت کرکے چلے گئے۔ بعض مسلمان رہنے کیلئے مدینہ چلے گئے اور بعض دوسری جگہوں کی طرف ہجرت کر گئے۔ مدینہ میں جہاں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے گئے ایک بڑی تعداد میں لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ مگر کفارِ مکہ سے یہ بات بھی برداشت نہ ہوئی کہ مسلمان آرام و سکون سے رہنے لگ گئے ہیں۔ چنانچہ ہجرت کے صرف اٹھارہ ماہ بعد ہی انہوں نے مدینہ کے مسلمانوں پر جنگی ساز و سامان سے لیس ایک ہزار فوجیوں کے لشکر کے ساتھ حملہ کر دیا۔ ان کے مقابلہ پر مسلمانوں کی فوج صرف تین سو افراد پر مشتمل تھی اور سوائے چند ایک تلواروں اور کمانوں کے ان کے پاس کچھ بھی سامانِ حرب نہ تھا۔ اگر ان دونوں فوجوں کی طاقت کا باہمی موازنہ کیا جائے تو بلاشک و شبہ مسلمانوں کے پاس سب سے بہترین راستہ یہی تھا کہ وہ مقابلہ کرنے اور اپنا دفاع کرنے کی بجائے پیچھے ہٹ جاتے اور اپنی زندگیوں کو بچاتے۔ لیکن اُس وقت اللہ تعالیٰ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن سے لڑنے کا حکم دیا۔ اس کا ذکر قرآن کریم کی سورۃ الحج کی آیات 40، 41 میں ملتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اُن لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جا رہا ہے (قتال کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کئے گئے۔ اور یقیناً اللہ اُنکی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ یعنی وہ لوگ جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا محض اس بنا پر کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ اور اگر اللہ کی طرف سے لوگوں کا دفاع اُن میں سے بعض کو بعض دوسرے سے بِھڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے منہدم کر دیئے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ اور یقیناً اللہ ضرور اُس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔''

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ان آیات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جب اُن لوگوں کو جنہیں نہایت سنگدلی کے ساتھ نشانہ بنایا گیا تھا جنگ کی اجازت دی گئی تو یہ اجازت صرف ان کے اپنے دفاع کیلئے نہ تھی بلکہ تمام مذاہب کی حفاظت کیلئے تھی۔ یعنی دوسری وجہ جس کیلئے جنگ کی اجازت دی گئی تھی وہ یہ تھی کہ اگر ظالموں کو زبردستی روکا نہ جاتا تو مذہب کے مخالفین نہ تو عیسائیوں کو سکون سے رہنے دیتے، نہ یہودیوں کو، نہ مسلمانوں کو اور نہ ہی کسی اور مذہب کے ماننے والوں کو۔ سچ تو یہ ہے کہ اسلام کے مخالفین تمام امن پسند لوگوں کو ختم کرنا چاہتے تھے اور ذاتی اغراض کی بناء پر دنیا کو فتنہ و فساد میں ڈالنا چاہتے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہی وہ پس منظر تھا جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فرمایا کہ وہ خوف نہ کھائیں۔ مکہ کی طاقتور فوج شکست کھا جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مدد مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ چند ایک نہتے مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی تائید سے اپنے اُن مخالفین کو شکست سے دوچار کر دیا جو دنیا کا امن تباہ کرنا چاہتے تھے۔ جہاں ایک طرف یہ مسلمانوں کی فتح تھی تو دوسری طرف یہ ہر اُس شخص کی بھی فتح تھی جو دنیا میں امن قائم کرنا چاہتا ہے۔ یہ ہر اُس شخص کی فتح تھی جو انسانی اقدار کو ہمیشہ قائم رکھنا چاہتا ہے اور یہ ان تمام لوگوں کی فتح تھی جو یقین رکھتے ہیں کہ مذہب دنیا میں قیامِ امن اور بھلائی کا محرک ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تاریخ سے ثابت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے دوران اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں خلفائے راشدین کے ادوار میں جو جنگیں لڑی گئیں وہ صرف ظلم کے خاتمہ اور دنیا میں امن کے قیام کی خاطر لڑی گئیں۔ ان جنگوں کا مقصد ہرگز دوسروں پر ظلم و ستم کرنا اور دوسروں کے ساتھ ناانصافی کرنا نہیں تھا۔ جب خلفائے راشدین کا دور ختم ہوا تو ان کی جگہ بادشاہت قائم ہو گئی۔ بدقسمتی سے اس بادشاہت کے دور میں اکثر جنگیں سیاسی اور دنیاوی مقاصد کی خاطر لڑی گئیں۔ لیکن یہ واضح رہے کہ ایسی جنگیں جو سلطنتوں کو وُسعت دینے اور طاقت بڑھانے کیلئے لڑی گئیں وہ کسی بھی طور پر قرآن کریم میں دی گئی اسلامی تعلیمات سے مطابقت نہ رکھتی تھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اسی طرح آج کل مسلمان حکومتوں یا مخالف باغی گروہوں کی حرکتوں کے بارہ میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کسی بھی طرح یا کسی بھی رنگ میں اسلامی تعلیمات کی عکاسی کرتی ہیں۔ میں بغیر کسی تردّد کے کہہ رہا ہوں کہ آجکل بعض شدت پسند مسلمانوں کے اعمال جو وہ اسلام کے نام پر کرتے ہیں نہ صرف اسلام کا نام بلکہ مذہب کا نام بھی بدنام کر رہے ہیں۔ اگر لوگ اس قسم کے مذہبی نظریات کو ماننے لگ جائیں تو پھر صاف ظاہر ہے کہ مذہب یا خدا کا نام دنیا میں قیامِ امن کیلئے مثبت کردار ادا نہیں کر سکتا۔ بلکہ ہمیں تو یہ ماننا پڑے گا کہ وہ لوگ صحیح ہیں جو کہتے ہیں کہ مذہب دنیا میں فساد پھیلانے کی وجہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تاہم جب میں آخری زمانہ کے متعلق پیشینگوئیوں اور قرآن اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دی گئی رہنمائی کو دیکھتا ہوں تو میرا اپنے مذہب پر یقین بڑھ جاتا ہے۔ قرآن کریم اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک ایسا وقت آئے گا جب مسلمان

اسلام کی اصل تعلیمات کو بھول جائیں گے اور قرآن کی پیروی نہیں کریں گے۔ مزید فرمایا کہ ایسے مسلمان جو اپنے آپ کو عالم اور رہنما کہتے ہوں گے وہ حقیقت میں فتنہ وفساد اور بدعنوانی کا ذریعہ ہوں گے۔ آج ہم بعینہٖ یہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ جب میں ان سب باتوں کو دیکھتا ہوں تو میرے ایمان میں کمی نہیں بلکہ اضافہ ہوتا ہے۔ میں نہ تو مایوس ہوتا ہوں اور نہ ہی ناامید۔ کیونکہ قرآن کریم اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دور کی خوفناک حالت کی پیشگوئی فرمائی تھی تو اسکے ساتھ بشارت بھی دی تھی کہ حقیقی اسلام کے احیائے نو کیلئے مسلمانوں میں سے ہی ایک ایسا شخص مبعوث کیا جائے گا جو مسیح موعود اور امام مہدی (یعنی ہدایت یافتہ) ہوگا۔ وہ ہر قسم کی مذہبی جنگ کو موقوف کرنے کیلئے بھیجا جائے گا اور وہ معاشرے کی ہر سطح پر موجود ہر قسم کے ظلم وستم کو امن اور ہم آہنگی سے بدل دے گا۔ وہ ان عظیم مقاصد کے حصول کیلئے انتھک محنت کرے گا اور اپنے پیروکاروں میں اسلام کی سچی روح پھونکے گا۔ اور وہ سچی روح قرآن کریم کی اس آیت میں بیان ہوئی ہے۔

چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے:

”اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔“

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس یہ آیت ہمیشہ عدل و انصاف پر قائم رہنے کی ضرورت کو بیان کرتی ہے۔ عدل وانصاف کے جس معیار کا تقاضہ کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اگر آپ کو اپنے خلاف یا اپنے والدین یا پیاروں کے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو آپ بغیر کسی تردّد کے دو کیونکہ انصاف ہی قیامِ امن کا ضامن ہے۔ پس یہی وہ معیار ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تعلیم دی۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اتنا عظیم معیار واقعی حاصل کیا جا سکتا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ قرآنِ کریم اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے دور کے بارہ میں پیشگوئی فرمائی ہے جب فتنہ، فساد اور بدعنوانی دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی اور ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں کہ یہ پیشگوئی کس طرح مِن وعَن پوری ہو چکی ہے۔ درحقیقت یہ ایک کھلا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی صداقت واضح طور پر آشکار ہوگئی ہے۔ پس اسی طرح جہاں مسیح موعود اور امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ ایمان کا احیائے نو ہوگا وہاں انصاف کا یہ اعلیٰ معیار بھی دنیا میں قائم ہو جائے گا جس کے مطابق کسی قوم کی دشمنی عدل وانصاف کے قیام میں کوئی روک ثابت نہ ہوگی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ہم احمدی مسلمان خوش قسمت ہیں کہ ہم ان پیشگوئیوں پر نہ صرف یقین رکھتے ہیں بلکہ ہمارا پختہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس شخص نے آنا تھا وہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی صورت میں آچکا ہے۔ ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کے احیائے نو کا جو آغاز فرمایا تھا وہ نظامِ خلافت جو ایک روحانی نظام ہے کے ذریعہ آج بھی جاری ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت اور آپ کے حق میں اَن گنت آسمانی نشانوں کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت ہو چکی ہے۔ ان نشانوں میں ایک نشان یہ بھی تھا کہ انسان کے اپنے خالق کو بھلا دینے کی وجہ سے اور دنیا میں وسیع پیمانے پر فتنہ وفساد پھیلنے کی وجہ سے زلزلوں اور دیگر قدرتی آفات میں اضافہ ہو جائے گا۔ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ گزشتہ صدی میں آنے والی قدرتی آفات کی تعداد پہلی صدیوں میں آنے والی آفات کی نسبت کہیں زیادہ ہے۔ ایک اور نشان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زارِ روس کے بارہ میں پیشگوئی کا تھا۔ یہ پیشگوئی کی گئی کہ زار کے ظلم وستم کی وجہ سے اس کا تختہ اُلٹ جائے گا۔ چنانچہ تاریخ نے ثابت کر دیا کہ یہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی۔ پھر تیسری پیشگوئی دنیا کی جنگوں کے بارہ میں تھی۔ ہم دو عالمی جنگیں تو دیکھ چکے ہیں۔ پس اگر ہم نے اپنی حالتوں کو درست نہ کیا اور اپنے خالق کو نہ پہچانا تو ہم اس قسم کی مزید جنگیں اور ان کے ہولناک نتائج دیکھیں گے۔ ان تمام پیشگوئیوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نذیر تھے جو انسان کی اصلاح اور اس کو صراطِ مستقیم پر چلانے کیلئے مبعوث ہوئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پھر یہ بھی واضح ہے کہ ہندوستان کے ایک چھوٹے اور دور دراز قصبے میں رہنے والا ایک دعویدار ساری دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کے بغیر شہرت حاصل نہ کر پاتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر وہ اپنے بعد اتنی کامیاب جماعت چھوڑ کر نہ جاتا۔ ایک ایسی جماعت جو نظامِ خلافت سے مضبوطی کے ساتھ جڑے ہونے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو ساری دنیا میں پھیلا رہی ہے۔ اور آپ علیہ السلام کا مشن یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ اور بنی نوع انسان کے درمیان ایک رشتہ قائم کیا جائے اور انصاف کے اعلیٰ معیار قائم کرتے ہوئے حقوق العباد کی ادائیگی کی جائے۔ احمدیہ مسلم جماعت کے پاس وسائل بہت محدود ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی تائید کے بغیر یہ پیغام دنیا کے کناروں تک نہ پہنچ سکتا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس ایک طرف جہاں یہ ساری باتیں ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت ہیں وہاں دوسری طرف ان باتوں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت کو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت عطا کی گئی ہے۔ آج یہ جماعت احمدیہ کے لوگ ہی ہیں جو دوسروں کی مدد کیلئے عظیم مالی قربانیاں کر رہے ہیں بلکہ دنیا میں امن کے قیام کی کوشش میں اپنی جانیں بھی قربان کر رہے ہیں۔ بعض ممالک میں ہماری جماعت پر شدید ظلم کیا جاتا ہے اور ہم پر انتہائی سفاکانہ مظالم ڈھائے جاتے ہیں۔ لیکن ہم کسی طرح بھی ایسا ردِ عمل نہیں دکھاتے یا بدلہ نہیں لیتے جس سے معاشرہ کا امن خطرہ میں پڑ جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سب صرف اس لئے ہے کہ ہم قرآن کریم کی الٰہی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں جن کی تفصیل اور اہمیت ہماری جماعت کے بانی علیہ السلام نے انتہائی کمال کے ساتھ بیان فرمائی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس میری دعا ہے کہ دنیا وقت کی ضرورت کو سمجھے۔ مجھے امید ہے اور دعا کرتا ہوں کہ ہم جو اس وقت مختلف مذاہب اور عقائد کی نمائندگی کر رہے ہیں اور جو عملی طور پر ان تعلیمات کا مظاہرہ کرنے کیلئے جمع ہوئے ہیں ایک خدا کی عبادت کریں گے اور انصاف کے ساتھ اس کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کریں گے۔ یقیناً تمام مذاہب کی یہی حقیقی تعلیم ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ہمیں اپنے تمام تر ذرائع اور قابلیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک بہتر معاشرہ کو فروغ دینا ہوگا۔ خدا تعالیٰ کی مخلوق کی مدد کرنی ہوگی اور ہر سطح پر پیار، محبت اور امن کو عام کرنا ہوگا۔ آج دنیا کی اہم ترین اور فوری ضرورت یہی ہے کہ امن کا قیام کیا جائے اور خدا کو مانا جائے۔ اگر دنیا نے اس حقیقت کو سمجھ لیا تو پھر تمام چھوٹے بڑے ممالک دفاع کے نام پر اپنی جنگی صلاحیتوں کو بڑھانے کیلئے لاکھوں کروڑوں ڈالرز نہ خرچ کریں گے بلکہ وہ یہ پیسہ بھوکے کو کھانا کھلانے، تعلیم عام مہیا کرنے اور ترقی پذیر ممالک میں معیارِ زندگی کو بہتر بنانے کیلئے خرچ کریں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اگر ہم موجودہ دور کا منصفانہ جائزہ لیں تو ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ ترقی یافتہ ممالک کی معاشیات بھی تذبذب اور غیر یقینی صورتحال کا شکار ہیں۔ عام لوگوں کی قوتِ خرید بہت کم رہ گئی ہے۔ حتیٰ کہ یہاں مغربی ممالک یا ترقی یافتہ ممالک میں بھی ٹیلیویژن پر انٹرویوز نشر کئے جا رہے ہیں جس میں کہا جا رہا ہے کہ ماضی میں فیملیاں بڑی باقاعدگی کے ساتھ باہر جا کر کھانا کھاتی تھیں لیکن اب باہر جا کر کھانا تو دور کی بات، لوگ بعض اوقات اپنے گھروں میں بھی بھوکے رہنے پر مجبور ہیں۔ ان کیلئے اب پہلے کی طرح کھانا پینا اور آرام دہ زندگی بسر کرنا ممکن نہیں رہا اور یہ سب اسی لئے کہ ممالک اپنے رفاہِ عامہ کے بجٹ پر دفاعی اور جنگی بجٹ کو زیادہ اہمیت دے رہے ہیں۔ اپنے ہی گھر میں موجود مسائل اور اپنی قوم کے لوگوں کے مسائل حل کرنے پر توجہ دینے کی نسبت ہزاروں میل دور ممالک میں افواج بھجوانے کی طرف رغبت زیادہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

چنانچہ یہ سارا فساد مذہب نہیں پھیلا رہا بلکہ یہ تو سیاسی چالوں اور سیاسی مقاصد کے نتیجہ میں پھیل رہا ہے اور اس وجہ سے ہے کہ مختلف قومیں ایک دوسرے پر اپنی برتری ظاہر کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔ پس یہ وقت کا اہم تقاضا ہے کہ تمام لوگ اور تمام قومیں اس طرف توجہ کریں ورنہ دنیا ایک ناقابل تصوّر نقصان کے دہانہ پر کھڑی ہے۔ جو تباہی آج ہم دیکھ رہے ہیں اس میں سے کچھ تو ہماری اپنی پیدا کردہ ہے اور کچھ قدرتی آفات کے ہولناک نتائج کی وجہ سے ہے۔ پس اپنے آپ کو بچانے اور بنی نوع انسان کی حفاظت کی خاطر ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے اور اُس زندہ خدا کے ساتھ تعلق جوڑنے کی ضرورت ہے جس نے نہ تو موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم کو فراموش کیا اور نہ عیسیٰ علیہ السلام اور اس کے حواریوں کو فراموش کیا۔ اور نہ حقیقی مسلمانوں کو اللہ کی رحمتیں حاصل کرنے سے محروم رکھا گیا اور نہ قبولیتِ دعا کے مشاہدے سے محروم رکھا گیا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہ ماضی کے قصے کہانیاں نہیں ہیں بلکہ خدا کی ہستی تو ہمیشہ رہنے والی ہے اور آج بھی زندہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہے اور انہیں اپنے سچے نشانات دکھلاتا ہے۔ پس ہماری ذمہ داری ہے کہ اس دور کے امام کی باتوں کی طرف توجہ کریں اور حقیقی رنگ میں اپنے خدا کو پہنچاننے والے بنیں۔ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ نشانات دکھلائے اور آج بھی دکھا رہا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آخر پر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اپنی غلطیوں کا الزام اللہ اور اپنے مذاہب پر ڈالنے کی بجائے ہمیں آئینہ دیکھنا چاہئے اور اپنی خامیوں کی تشخیص کرنی چاہئے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ان الفاظ کے ساتھ میں تمام مہمانوں کا ایک مرتبہ پھر شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جو وقت نکال کر اس تقریب میں شامل ہوئے اور میری باتوں کو سنا۔ آپ سب کا شکریہ۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب قریبًا چالیس منٹ تک جاری رہا۔ اس بصیرت افروز خطاب کے دوران حاضرین تو گویا ایسے مگن تھے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ عالمی نوعیت کے مذہبی، سیاسی اور سماجی لیڈرز کی اس محفل میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انتہائی جامع، بھرپور اور بصیرت افروز خطاب جو اسلام میں بیان فرمودہ زندہ خدا کے تصور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت اور جماعتِ احمدیہ کے تعارف پر مشتمل تھا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خواہش کے مطابق ایک 'روحانی یادگار' کی صورت میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا اور دنیا بھر میں جہاں بھی سنا یا پڑھا جائے گا اپنے نیک اثرات پھیلاتا چلا جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ

اس خطاب کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس تقریب میں شامل مقررین کو تحائف عطا فرمائے۔ مزید برآں 'سٹی آف لنڈن' کی انتظامیہ کو ان کے نمائندہ برائے گِلڈ ہال Deputy Edwin Kenneth Ayers MBE کے ذریعہ تحفہ عطا فرمایا۔ بعد ازاں حضورِ انور نے اجتماعی دعا کروائی۔

دعا کے بعد مہمانان کرام کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔ عشائیہ کے بعد مہمان حضورِ انور کی خدمت میں حاضر ہو کر شرفِ ملاقات حاصل کرتے رہے اور برملا اپنے جذبات کا اظہار کرتے رہے۔ بعض مہمانوں نے درخواست کر کے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے از راہِ شفقت ہر ایک کے ساتھ گفتگو فرمائی۔

رات قریباً پونے دس بجے یہ بابرکت تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز یہاں سے روانہ ہو کر قریباً ساڑھے دس بجے مسجد بیت الفضل تشریف لے آئے۔

(باقی آئندہ)